تحقیقاتی کمیشن کے
سات سوالوں کے جوابات

از
سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تحقیقاتی کمیشن کے سات سوالوں کے جوابات

(محررہ 29۔ اکتوبر 1953ء)

سوال نمبر 1: جو مسلمان مرزا غلام احمد صاحب کو نبی بمعنی ملہم اور مامور من اللہ نہیں مانتے کیا وہ مومن اور مسلمان ہیں؟

جواب: "مسلم" اور "مومن" قرآن مجید کے محاورات کو دیکھتے ہوئے دو الگ الگ معنے رکھتے ہیں۔ "مسلم" نام اُمّتِ محمدیہ کے افراد کا ہے اور "ایمان" دراصل اس روحانی اور قلبی کیفیت کا نام ہے جس کو کوئی دوسرا جان نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ ہی اس سے واقف ہوتا ہے۔

جہاں تک لفظ "مسلم" کا تعلق ہے قرآن کریم کی آیت هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ[1] کے مطابق امّتِ محمدیہ کا ہر فرد مسلم کہلانے کا مستحق ہے۔ اس تعریف کی تاکید اس حدیث صحیح سے بھی ہوتی ہے کہ "مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَ اسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَ أَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذَالِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَہٗ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَ ذِمَّۃُ رَسُوْلِہٖ"۔[2] یعنی جو شخص بھی ہمارے قبلہ (یعنی کعبہ) کی طرف مُنہ کر کے مسلمانوں کی سی نماز پڑھے اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھائے پس وہ مسلمان ہے جس کو خدا اور اس کے رسول کی حفاظت حاصل ہے۔

باقی رہا "مومن" سو کسی کو مومن قرار دینا درحقیقت صرف خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ عام اصطلاح میں "مسلم" اور "مومن" ایک معنوں میں استعمال ہو جاتے ہیں لیکن درحقیقت "مومن" خاص ہے اور "مسلم" عام۔ پس ہر مومن "مسلم" ضرور ہو گا لیکن ہر مسلم کا "مومن" ہونا ضروری نہیں۔

مندرجہ بالا تشریح کے مطابق جو شخص رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے اور آپ کی ''اُمّت'' میں سے ہونے کا اقرار کرتا ہے وہ اپنے کسی عقیدہ یا عمل کی دانستہ یا نادانستہ غلطی کی وجہ سے اس نام سے محروم نہیں ہو سکتا۔ ظاہر ہے کہ اس تشریح کے مطابق اور قرآن کریم کی آیت ''هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ'' کے تحت کسی شخص کو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو نہ ماننے کی وجہ سے غیر مسلم نہیں کہا جاسکتا۔

ممکن ہے ہماری بعض سابقہ تحریرات سے غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس کے متعلق ہم کہہ دینا چاہتے ہیں کہ ہماری ان بعض سابقہ تحریرات میں جو اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں وہ ہماری مخصوص ہیں۔ عام محاورہ کو جو مسلمانوں میں رائج ہے استعمال نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ہم نے اس مسئلہ پر یہ کتابیں غیر احمدیوں کو مخاطب کر کے شائع نہیں کیں بلکہ ہماری یہ تحریرات جماعت کے ایک حصّہ کو مخاطب کر کے لکھی گئی ہیں اس لئے ان تحریرات میں ان اصطلاحات کو مدّ نظر رکھنا ضروری نہیں تھا جو دوسرے مسلمانوں میں رائج ہیں۔

ہمارے اس عقیدہ کی تائید کی کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو نہ ماننے والا مسلمان ''مسلمان'' ہی کہلائے گا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے الہامات سے بھی ہوتی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو آپ کا الہام ''مسلماں را مسلماں باز کردند''[3] یعنی آپ کی بعثت کی غرض مسلمانوں کی حقیقی مسلمان بنانا ہے ایک دوسرے الہام میں خدا تعالیٰ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو یہ دُعا سکھلائی ہے ''رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ''[4] حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی تمام کتابوں میں ان تمام مسلمانوں کو جو آپ کی جماعت میں داخل نہیں ''مسلمان'' کہہ کر ہی خطاب کیا ہے [5] کیونکہ وہ اسلام کی عمومی تعریف کے مطابق کلمہ طیبہ پر ایمان لانے کا اقرار کرتے ہیں۔ اسی طرح موجودہ امام جماعتِ احمدیہ بھی اُن کو مسلمان کے لفظ سے خطاب کرتے ہیں۔ [6]

ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے ''يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ''[7] یعنی لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام

رہ جائے گا۔ یہ حدیث اِسی زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ جماعتِ اسلامی کے امیر مولانا ابو الاعلیٰ صاحب مودودی بھی موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کو جو اِن کی جماعت میں شامل نہیں ہیں صرف رسمی اور اِسمی مسلمان قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ مسلمانوں کی دو قسمیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دُنیا میں جو مسلمان پائے گئے ہیں یا آج پائے جاتے ہیں ان سب کو دو حصّوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے۔ ایک قسم کے مسلمان وہ جو خدا اور رسول کا اقرار کر کے اسلام کو بحیثیت اپنے مذہب کے مان لیں مگر اپنے اس مذہب کو اپنی کُلّی زندگی کا محض ایک جزو اور ایک شعبہ ہی بنا کر رکھیں۔ اس مخصوص جُزو اور شعبے میں تو اسلام کے ساتھ عقیدت ہو۔ لیکن فی الواقع ان کو اسلام سے کوئی علاقہ نہ ہو۔ دوسری قسم کے مسلمان وہ ہیں جو اپنی پوری شخصیت کو اور اپنے سارے وجود کو اسلام کے اندر پوری طرح دے دیں۔ ان کی ساری حیثیتیں ان کے مسلمان ہونے کی حیثیت میں گم ہو جائیں ..... یہ دو قسم کے مسلمان حقیقت میں بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ چاہے قانونی حیثیت سے دونوں پر لفظ مسلمان کا اطلاق یکساں ہو"۔ 8

ایک اَور مقام پر فرماتے ہیں:-

"یہ انبوہِ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس کے 999 فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں، نہ حق اور باطل کی تمیز سے آشنا ہیں، نہ ان کا اخلاقی نقطۂ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آرہا ہے"۔ 9

اسی طرح موجودہ دَور کے مسلمانوں کے متعلق اہلحدیث کا خیال بھی ملاحظہ فرمایا جاوے۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالوی اپنی کتاب اقتراب الساعۃ کے

صفحہ 12 پر تحریر فرماتے ہیں:-

"اب اسلام کا صرف نام، قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے۔ مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں لیکن ہدایت سے بالکل ویران ہیں۔ علماء اس اُمّت کے بدتر اُن کے ہیں جو نیچے آسمان کے ہیں۔ انہی میں سے فتنے نکلتے ہیں، اِنہی کے اندر پھر کر جاتے ہیں"۔10

پھر جناب علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے موجودہ مسلمانوں کے متعلق اپنا خیال ان اشعار میں بیان فرمایا ہے کہ۔

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سیّد بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟ 11

پھر صرف نام کے طور پر اسلام کے باقی رہنے کے متعلق مولانا حالی کا یہ شعر بھی ملاحظہ فرمایا جاوے۔

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اِک اسلام کا رہ گیا نام باقی12

پھر سیّد عطاء اللہ صاحب بخاری کمیونزم اور اسلام کا مقابلہ کرتے ہوئے مسلمانوں کے متعلق حسب ذیل بیان دیتے ہیں:

"مقابلہ تو تب ہو کہ اسلام کہیں موجود بھی ہو۔ ہمارا اسلام؟ ہم نے اسلام کے نام پر جو کچھ اختیار کر رکھا ہے وہ تو صریح کفر ہے۔ ہمارے دل دین کی محبت سے عاری، ہماری آنکھیں بصیرت سے ناآشنا اور کان سچی بات سُننے سے گریزاں

بیدلی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بیکسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں

ہمارا اسلام؟

بُتوں سے تجھ کو اُمیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

یہ اسلام جو ہم نے اختیار کر رکھا ہے کیا یہی اسلام ہے جو نبی نے سکھایا تھا؟ کیا ہماری رفتار، گفتار کردار میں وہی دین ہے جو خدا نے نازل کیا ہے ..... یہ روزے، یہ نمازیں جو ہم میں سے بعض پڑھتے ہیں ان کے پڑھنے میں ہم کتنا وقت صَرف کر رہے ہیں؟ جو مصلّے پر کھڑا ہے وہ قرآن سنانا نہیں جانتا اور جو سُنتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ کیا سُن رہے ہیں اور باقی 23 گھنٹے ہم کیا کرتے ہیں؟ مَیں کہتا ہوں گورنری سے گداگری تک مجھے ایک بات ہی بتلاؤ جو کہ قرآن اور اسلام کے مطابق ہوتی ہے؟ ہمارا تو سارا نظام کُفر ہے۔ قرآن کے مقابلہ میں ہم نے ابلیس کے دامن میں پناہ لے رکھی ہے۔ قرآن صرف تعویذ کے لئے، قسم کھانے کے لئے ہے"۔[13]

مندرجہ بالا حوالجات سے کفر و اسلام کے مسئلہ کے متعلق جماعتِ احمدیہ کا مسلک اور اس کے مقابلہ پر موجودہ زمانے کے دوسرے مسلمان فرقوں کا طریق واضح اور عیاں ہے۔

سوال نمبر 2: کیا ایسے شخص کافر ہیں؟

جواب: "کافر" کے معنے عربی زبان میں نہ ماننے والے کے ہیں۔ پس جو شخص کسی چیز کو نہیں مانتا اس کے لئے عربی زبان میں "کافر" کا لفظ ہی استعمال ہو گا۔ پس ایسے شخص کو جب تک وہ یہ کہتا ہے کہ مَیں فلاں چیز کو نہیں مانتا اس کو اس چیز کا کافر ہی سمجھا جائے گا۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آئمہ اہلِ بیت کا انکار کرنے والوں کے متعلق فرماتے ہیں:

"مَنْ عَرَفَنَا کَانَ مُؤْمِنًا۔ مَنْ أَنْکَرَنَا کَانَ کَافِراً۔ مَنْ لَّمْ

یَعْرِفْنَا وَلَمْ یُنْکِرْنَا کَانَ ضَآلاً" 14

یعنی جس نے ہم آئمہ اہلِ بیت کو شناخت کر لیا وہ مومن ہے اور جس نے ہمارا انکار کیا وہ کافر ہے اور جو ہمیں نہ مانتا ہے اور نہ انکار کرتا ہے وہ ضالّ ہے۔

اس ارشاد سے حضرت امام صاحب کی یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ ایسا شخص اُمّتِ محمدیہ سے خارج ہے بلکہ جیسا کہ ہم نے اوپر تشریح کی ہے یہی مُراد ہو سکتی ہے کہ آئمہ اہلِ بیت کے درجہ کا منکر ہے ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مأمور من اللہ کے انکار کے ہرگز یہ معنے نہیں ہوں گے کہ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منکر ہو کر اُمّتِ محمدیہ سے خارج ہیں یا یہ کہ وہ مسلمانوں کے معاشرہ سے خارج کر دیئے گئے ہیں۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"اوّل: ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔

دوم: دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارہ میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے"۔ 15

یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ اس قسم کے فتوؤں میں بھی حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ یا آپ کی جماعت کی طرف سے ابتدا نہیں ہوئی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ غیر احمدی علماء نے اپنے فتوؤں میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو آپ کے ابتدائے دعویٰ 1890ء، 1891ء سے ہی نہ صرف کافر قرار دیا بلکہ مرتد، زندیق، ملحد، ابلیس، دجّال، کذّاب وغیرہ الفاظ بھی استعمال کئے اور اس قسم کے اور بہت سے گندے ناموں سے آپ کو یاد کیا گیا۔ اس قسم کے فقرے لکھے گئے اور کتابیں چھاپی گئیں۔ اشتہارات اور پمفلٹوں کے ذریعہ سے ان فتوؤں کو لوگوں میں پھیلا دیا گیا اور ظاہر ہے کہ جو شخص کسی پر اس طرح پہلے حملہ کرتا ہے وہ پھر اس قسم کے جواب کا مستحق بھی ہو جاتا ہے اور اس صورت میں

اسے اپنے آپ کو ملامت کرنی چاہئے دوسرے کو الزام دینے کا اسے کوئی حق نہیں۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

(الف) اَیّمَارَ جُلٌ قَالَ لِاَ خِیْہِ کَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِہٖ اَحَدُ ھُمَا[16]

(ب) اِذَا اَکْفَرَ الرَّجُلُ اَخَاہُ فَقَدْ بَاءَ بِھَا اَحَدُ ھُمَا[17]

یعنی جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے تو ان میں سے ایک ضرور کافر ہو گا۔ اگر وہ شخص جسے کافر کہا گیا ہے کافر نہیں ہے تو کہنے والا کافر ہو گا۔

(ج) مَا اَکْفَرَ رَجُلٌ رَجُلًا قَطُّ اِلَّا بَاءَ بِھَا اَحَدُ ھُمَا[18]

یعنی دو (مسلمان) آدمیوں میں سے ایک آدمی اگر دوسرے کو کافر قرار دے تو لازمی ہے کہ ان میں سے ایک ضرور کافر ہو جائے گا۔

غرضیکہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے اس قسم کے فتوؤں میں کبھی ابتدا نہیں ہوئی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمّہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمان اور کلمہ گو کو کافر ٹھہرایا حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی۔ خود ہی ان کے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے اور پنجاب اور ہندوستان میں شور ڈالا کہ یہ لوگ کافر ہیں اور نادان لوگ ان فتوؤں سے ایسے ہم سے متنفر ہو گئے کہ ہم سے سیدھے مُنہ سے کوئی نرم بات کرنا بھی ان کے نزدیک گُناہ ہو گیا۔ کیا کوئی مولوی یا کوئی اور مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھہرایا تھا؟ اگر کوئی ایسا کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتویٰ کفر سے پہلے شائع ہوا ہے جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہو تو وہ پیش کریں ورنہ خود سوچ لیں کہ یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھہراویں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگاویں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر

ٹھہرایا ہے۔ اس قدر خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کس قدر دلآزار ہے ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے اور پھر جبکہ ہمیں اپنے فتوؤں کے ذریعہ سے کافر ٹھہرا چکے اور آپ ہی اس بات کے قائل بھی ہو گئے کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے تو کُفر اُلٹ کر اُسی پر پڑتا ہے تو اس صورت میں کیا ہمارا حق نہ تھا کہ بموجب انہی کے اقرار کے ہم ان کو کافر کہتے"۔[19]

پھر اس بات کے ثبوت میں کہ فتویٰ کفر کی ابتدا علماء کی طرف سے ہوئی نہ کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے ذیل کے چند فتوے بطور مثال درج ہیں:-

(الف) مولوی عبدالحق صاحب غزنوی (جو مولانا داؤد غزنوی صاحب کے عَمّ بزرگوار تھے) نے لکھا ہے کہ:

"اس میں شک نہیں کہ مرزا (کادیانی) قادیانی کافر ہے۔ چُھپا مُرتد ہے، گمراہ ہے، گمراہ کنندہ ملحد ہے، دجال ہے، وسوسہ ڈالنے والا، ڈال کر پیچھے ہٹ جانے والا"۔[20]

اس قسم کا فتویٰ پنجاب و ہند کے قریباً دو صد مولویوں سے لے کر شائع کیا گیا۔

(ب) اس فتوے سے بھی کئی سال پہلے علمائے لدھیانہ نے 1884ء میں تکفیر کا مندرجہ ذیل فتویٰ صادر کیا۔ جس کا ذکر قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لدھیانہ نے اپنی کتاب کلمہ فضل رحمانی (مطبوعہ دہلی پنچ پریس لاہور 1314ھ صفحہ 148) میں کیا ہے۔

باہمی تکفیر کے بارے میں علماء کے چند فتوے درج ذیل ہیں:

"مَنْ أَنْكَرَ إِمَامَةَ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّ يْقِ فَهُوَ كَافِرٌ وَكَذَالِكَ مَنْ اَنْكَرَ خِلَا فَةَ عُمَرَؓ"۔[21]

یعنی جو شخص حضرت ابو بکر صدیقؓ کی امامت اور حضرت عمرؓ کی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

اسی طرح جماعتِ اسلامی کے امیر مولانا ابو الاعلیٰ صاحب مودودی نے

بے علم و بے عمل مسلمان کو جس کا علم و عمل کافر جیسا ہو اور وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو کافر ہی قرار دیا ہے اور اس کا حشر بھی کافروں والا بتایا ہے یعنی اس کو نجات سے محروم اور قابلِ مؤاخذہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"ہر شخص جو مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا ہے جس کا نام مسلمانوں کا سا ہے، جو مسلمانوں کے سے کپڑے پہنتا ہے اور جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے حقیقت میں وہ مسلمان نہیں ہے بلکہ مسلمان در حقیقت صرف وہ شخص ہے جو اسلام کو جانتا ہو اور پھر جان بوجھ کر اس کو مانتا ہو۔ ایک کافر اور ایک مسلمان میں اصلی فرق نام کا نہیں کہ وہ رام پرشاد ہے اور یہ عبداللہ ہے اس لئے وہ کافر ہے اور یہ مسلمان"۔ 22

اسی طرح دوسرے مسلمان فرقوں کے علماء ایک دوسرے کو کافر اور جہنمی کہتے ہیں شیعہ اثنا عشریہ کے متعلق علماء اہلسنت والجماعت اور علماء دیوبند متّفقہ طور پر مندرجہ ذیل فتویٰ صادر کرتے ہیں:

"شیعہ اثنا عشریہ قطعاً خارج از اسلام ہیں۔ شیعوں کے ساتھ مناکحت قطعاً ناجائز اور ان کا ذبیحہ حرام۔ ان کا چندہ مسجد میں دینا ناروا ہے۔ ان کا جنازہ پڑھنا یا ان کو اپنے جنازہ میں شریک کرنا جائز نہیں"۔ 23

(نوٹ) اس فتویٰ میں دیگر علماء کے علاوہ دیوبند کی تصدیق بھی شامل ہے جس کی شہادت مولانا محمد شفیع صاحب مفتی دیوبند سے لی جاسکتی ہے۔

مندرجہ بالا فتویٰ کی عبارت سے خالص مذہبی اختلافات ہی ظاہر نہیں ہوتے بلکہ شیعہ فرقہ کے خلاف شدید غیظ و غضب کا اظہار پایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اہلسنت والجماعت کے مسلّمہ گزشتہ بزرگان و اولیاء نے بھی حضرات شیعہ کے بارے میں فتویٰ کُفر دیا ہے حوالہ جات ذیل ملاحظہ ہوں۔

(الف) حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کفر بر خلاف اصحاب شیعہ اثنا عشریہ۔[24]

(ب) حضرت سیّد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ[25]

اسی طرح اہلسنت و الجماعت کے بریلوی فرقہ کے علماء مندرجہ ذیل فتویٰ علمائے دیوبند کے خلاف صادر کر چکے ہیں۔

(الف) حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور علمائے حرمین شریفین کے دستخطوں سے یہ فتویٰ شائع ہوا ہے:

"وَ بِالْجُمْلَةِ هٰؤُلَاءِ الطَّوَائِف كُلُّهُمْ كُفَّارٌ مُرْتَدُّوْنَ خَارِجُوْنَ عَنِ الْاِسْلَامِ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ"۔[26]

یعنی یہ سب گروہ (یعنی گنگوھیہ، تھانویہ، نانوتویہ، دیوبندیہ وغیرہ) مسلمانوں کے اجماع کی رو سے کفار مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور اس کتاب کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے:

"جس (رسالہ ہذا) میں مسلمانوں کو آفتاب کی طرح روشن کر دکھایا کہ طائفہ قادیانیہ، گنگوھیہ، تھانویہ، نانوتویہ و دیوبندیہ وامثالہم نے خدا اور رسولؐ کی شان کو کیا کچھ گھٹایا علمائے حرمین شریفین نے باجماعِ امت ان سب کو زندیق و مُرتد فرمایا ان کو مولوی درکنار مسلمان جاننے یا ان کے پاس بیٹھنے، ان سے بات کرنے زہر و حرام و تباہ کُن اسلام بتلایا"۔

(ب) پھر اسی کتاب میں مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دیوبند، مولوی اشرف علی صاحب تھانوی، مولوی محمود الحسن صاحب و دیگر دیوبندی خیال کے علماء کی نسبت یہ فتویٰ درج ہے کہ:

یہ قطعاً مرتد اور کافر ہیں اور ان کا ارتداد و کفر اشد درجہ تک پہنچ چکا ہے ایسا کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کفر میں

شک کرے وہ بھی انہی جیسا مرتد و کافر ہے۔۔۔۔۔۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو ذکر ہی کیا اپنے پیچھے انہیں نماز نہ پڑھنے دیں۔۔۔۔۔۔ جو ان کو کافر نہ کہے گا وہ خود کافر ہو جائے گا اور اس کی عورت اس کے عقد سے باہر ہو جائے گی اور جو اولاد ہو گی از روئے شریعت ترکہ نہ پائے گی"۔

یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ یہ فتویٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب آف بریلی کا شائع کردہ ہے جو فرقہ حنفیہ بریلویہ کے بانی اور مولانا ابو الحسنات صاحب صدر جمعیۃ العلمائے پاکستان و صدر مجلس عمل نیز ان کے والد مولوی دیدار علی صاحب کے پیر و مُرشد تھے۔ اس فتویٰ کے بارے میں مولانا ابو الحسنات صاحب سے دریافت کیا جاسکتا ہے اور یہ بھی پوچھا جاسکتا ہے کہ ان کے پیر و مُرشد کے اس فتویٰ کے بعد کہ دیوبندی بالا جماع کافر ہیں انہیں کیا شُبہ ہے؟ آیا یہ کہ ان کے پیر نے غلطی کی تھی یا یہ کہ اجماع کوئی دلیل نہیں ہوتا؟

(ج) ''وہابیہ دیوبندیہ اپنی عبارتوں میں تمام اولیاء انبیاء حتّٰی کہ حضرت سیّد الاوّلین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی اور خاص ذاتِ باری تعالیٰ کی اہانت و ہتک کرنے کی وجہ سے قطعاً مُرتد و کافر ہیں اور ان کا ارتداد و کُفر سخت، سخت، سخت اشد درجہ تک پہنچ چُکا ہے۔ ایسا کہ جو اِن مُرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کُفر میں شک کرے وہ بھی انہی جیسا مُرتد و کافر ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان سے بالکل ہی محترز مجتنب رہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا ذکر ہی کیا اپنے پیچھے بھی ان کو نماز نہ پڑھنے دیں اور نہ ہی اپنی مسجدوں میں گھسنے دیں۔ نہ ان کا ذبیحہ کھائیں اور نہ ہی ان کی شادی و غمی میں شریک ہوں نہ اپنے ہاں ان کو آنے دیں۔ یہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جائیں، مَریں تو گاڑنے توپنے میں شرکت نہ کریں مسلمانوں کے قبرستان میں نہ دیں۔'' 27

اسی پر بس نہیں بلکہ علماءِ کرام و مفتیانِ اہلسنت و الجماعت نے اہلحدیث مسلمانوں کے متعلق بھی اسی قسم کا فتویٰ دیا ہے کہ:

”بدعت کفر والے شقی ان کے کفر پر آگاہی لازم ہے۔ اسلام کے نام کو پردہ بناتے ہیں، مُرتد ہیں۔ باجماع اُمت اسلام سے خارج ہیں جو ان کے اقوال کا معتقد ہو گا کافر و گمراہ ہو گا۔ کچھ شک نہیں کہ یہ خارجی ہیں اور ان کے کُفر میں کوئی شُبہ نہیں ..... ان کے پیچھے نماز پڑھنا، ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا اور تمام معاملات میں ان کا حکم بعینہٖ وہی ہے جو مُرتد کا“۔ 28

سوال نمبر 3: ایسے کافر ہونے کے دُنیا اور آخرت میں کیا نتائج ہیں؟

جواب: اسلامی شریعت کی رُو سے ایسے کافر کی کوئی دُنیوی سزا مقرر نہیں۔ وہ اسلامی حکومت میں ویسے ہی حقوق رکھتا ہے جو ایک مسلمان کے ہوتے ہیں اسی طرح وہ عام معاشرہ کے معاملہ میں بھی وہی حقوق رکھتا ہے جو ایک مسلمان کے ہیں۔ ہاں خالص اسلامی حکومت میں وہ حکومت کا ہیڈ نہیں ہو سکتا۔ باقی رہے اُخروی نتائج سو اُن نتائج کا حقیقی علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے بالکل ممکن ہے کہ کسی حکومت کی وجہ سے ایک مسلمان کہلانے والے انسان کو تو خدا تعالیٰ سزا دے دے اور کافر کہلانے والے انسان کو اللہ تعالیٰ بخش دے۔ اگر ”کافر“ کے لئے یقینی طور پر دائمی جہنمی ہونا لازمی ہے تو پھر کسی کو کافر قرار دینا صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

سوال نمبر 4: کیا مرزا صاحب کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اور اسی ذریعہ سے الہام ہوتا تھا؟

جواب: ہمارے نزدیک حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ بہرحال رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل وحی قرآن مجید ہے۔ قرآن کریم کی وحی کے متعلق ہمیں قرآن کریم سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی حفاظت کے خاص سامان کئے جاتے ہیں۔ ہمارے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو نبی گزرے ہیں ان کی وحی بھی اس رنگ کی نہیں ہوتی تھی اور حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ آپ کی وحی بھی قرآن کریم کے تابع تھی۔

بہر حال وہ ذرائع جو اللہ تعالیٰ اس وحی کے بھیجنے کے لئے استعمال کرتا تھا وہ ان ذرائع سے نیچے ہوں گے جو قرآن کریم کے لئے استعمال کئے جاتے تھے لیکن یہ محض ایک عقلی بات ہے واقعاتی بات نہیں جس کے متعلق ہم شہادت دے سکیں۔ بعض قرآنی آیات اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ پر قیاس کر کے یہ جواب دے رہے ہیں۔ حقیقت کو پوری طرح معلوم کرنے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں البتہ ہم ضرور تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ پر وحی الٰہی ہوتی تھی اور قرآن کریم سے ثابت ہے کہ وحی الٰہی نہ صرف ماموروں بلکہ غیر ماموروں کو بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی نازل ہونے کا ذکر آیا ہے[29] اور حضرت مریم علیہ السلام کے متعلق بھی آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ ان کے پاس خدا تعالیٰ کا کلام لے کر آئے۔[30]

پس وحی اور فرشتوں کا اُترنا مامور من اللہ کے علاوہ غیر ماموروں کے لئے بھی ثابت ہے۔ ہندوستان میں اسلام کا جھنڈا گاڑنے والے اور اس کی بنیاد قائم کرنے والے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

دمبدم روح القدس اندر معینے می دمد
من نمے گویم مگر من عیسیٰ ثانی شدم[31]

یہ عرض کرنا مناسب ہے کہ مسلمانوں کی اصطلاح میں ''روح القدس'' حضرت جبرئیل کا نام ہے۔[32]

ان کے علاوہ اسلام میں سینکڑوں اولیاء اللہ مثلاً سیّد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سیّد احمد صاحب سرہندی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم علیٰ قدرِ مراتب مُلہم مِنَ اللہ تھے۔

وحی تین طریقوں سے ہوتی ہے ان کا ذکر قرآن کریم کی آیت مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحۡیًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآیِٔ حِجَابٍ اَوۡ یُرۡسِلَ رَسُوۡلًا فَیُوۡحِیَ بِاِذۡنِہٖ مَا یَشَآءُ۔[33] میں بیان ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء و اولیاء پر انہی طریقوں سے وحی

نازل ہوتی ہے البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی وحی میں ایک فرق تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی شریعت جدیدہ والی نازل ہوتی تھی اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی وحی غیر تشریعی اور ظلّی ہے یعنی یہ نعمت آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ کے فیض سے ملی ہے ماسوااِس کے دوسرا فرق یہ بھی ہے کہ قرآنی وحی کے ماننے کے لئے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی تصدیق کی ضرورت نہیں بلکہ اگر قرآن مجید حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی تصدیق نہ کرتا ہو تو ہم ہرگز ان پر ایمان نہ لاتے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی وحی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی میں بلحاظ مرتبہ فرق کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

> "سُنو! خدا کی لعنت ان پر جو دعویٰ کریں کہ وہ قرآن کی مثل لا سکتے ہیں۔ قرآن کریم معجزہ ہے جس کی مثل کوئی اِنس و جنّ نہیں لا سکتا اوراس میں وہ معارف اور خوبیاں جمع ہیں جنہیں انسانی علم جمع نہیں کر سکتا بلکہ وہ ایسی وحی ہے کہ اس کی مثل اور کوئی وحی بھی نہیں۔ اگرچہ رحمان کی طرف سے اس کے بعد اور کوئی وحی بھی ہو اس لئے کہ وحی رسانی میں خدا کی تجلّیات ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی تجلی جیسی کہ خاتم الانبیاء پر ہوئی ہے ایسی کسی پر نہ پہلے ہوئی اور نہ کبھی پیچھے ہو گی"۔[34]

سوال نمبر 5: (الف) کیا احمدیہ عقیدہ میں یہ شامل ہے کہ ایسے اشخاص کا جنازہ جو مرزا صاحب پر یقین نہیں رکھتے INFRUCTUOUS[35] ہے؟

(ب) کیا احمدیہ عقائد میں ایسی نماز جنازہ کے خلاف کوئی حکم موجود ہے؟

جواب: (الف) احمدیہ کریڈ (CREED) میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جو شخص حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو نہیں مانتا اس کے حق میں نماز جنازہ "INFRUCTUOUS" ہے۔

(ب) دوسری شق کا جواب یہ ہے کہ گو اِس وقت تک جماعتی فیصلہ یہی رہا ہے کہ غیر از جماعت لوگوں کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے لیکن اب اس سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر اپنے قلم سے لکھی ہوئی ملی ہے جس کا حوالہ ایک مرتبہ 1917ء میں دیا گیا تھا اور حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس کے متعلق اسی وقت اعلان فرما دیا تھا کہ اصل تحریر کے ملنے پر اس کے متعلق غور کیا جائے گا لیکن وہ اصل خط اس وقت نہ مِل سکا۔ اب ایک صاحب ☆ نے اطلاع دی ہے کہ ان کے والد مرحوم کے کاغذات میں سے اصل خط مِل گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا مکفّر یا مکذّب نہ ہو اس کا جنازہ پڑھ لینے میں حرج نہیں کیونکہ جنازہ صرف دُعا ہے۔

لیکن باوجود جنازے کے بارے میں جماعت کے سابق طریقہ کے غیر احمدی مرحومین کے لئے دُعائیں کرنے میں جماعت نے کبھی اجتناب نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت امام جماعت احمدیہ اور اکابرینِ جماعتِ احمدیہ نے بعض غیر احمدی وفات یافتہ اصحاب کے لئے دُعا کی ہے۔ چنانچہ جی معین الدین سیکرٹری حکومت پاکستان کے والد صاحب (جو احمدی نہ تھے) کی وفات پر حضرت امام جماعت احمدیہ ان کے گھر تعزیت کے لئے تشریف لے گئے اور ان سے میاں معین الدین کے ماموں صاحب نے "فاتحہ" کے لئے کہا تو آپ نے فرمایا کہ فاتحہ میں تو دُعا مانگنے والا اپنے لئے دُعا کرتا ہے۔ یہ موقع تو وفات یافتہ کے لئے دُعا کرنے کا ہوتا ہے اس پر متوفی کے رشتہ داروں نے کہا کہ ہمارے یہی غرض ہے فاتحہ کا لفظ رسماً بول دیا ہے تو آپ نے متوفی کے رشتہ داروں سے مِل کر متوفی کے لئے دُعا فرمائی۔ اسی طرح سر عبد القادر مرحوم کی وفات پر جب حضرت امام جماعت احمدیہ تعزیت کے واسطے ان کی کوٹھی پر تشریف لے گئے تو ان کے حق میں بھی دُعا فرمائی۔

اس جگہ یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ ممانعتِ جنازہ کے بارے میں بھی سبقت ہمارے مخالفین نے ہی کی چنانچہ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کا فتویٰ 1890ء میں بایں الفاظ اشاعۃ السُّنہ میں شائع ہو چُکا ہے:

☆ ڈاکٹر میجر محمد شاہنواز خان صاحب

”اب مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے دجّال کذّاب سے احتراز اختیار کریں.....اور نہ اس کے پیچھے اقتداء کریں اور نہ اُس کی نماز جنازہ پڑھیں“۔ 36

اسی طرح 1901ء میں مولانا عبد الاحد صاحب خانپوری لکھتے ہیں:

”جب طائفہ مرزائیہ امرتسر میں بہت خوار و ذلیل ہوئے جمعہ و جماعات سے نکالے گئے اور جس مسجد میں جمع ہو کر نمازیں پڑھتے تھے اس میں سے بے عزتی کے ساتھ بدر کئے گئے اور جہاں قیصری باغ میں نماز جمعہ پڑھتے تھے وہاں سے حکماً روک دیئے گئے تو نہایت تنگ ہو کر مرزائے قادیان سے اجازت مانگی کہ مسجد نئی تیار کریں۔ تب مرزا نے ان کو کہا کہ صبر کرو! مَیں لوگوں سے صلح کرتا ہوں اگر صلح ہو گئی تو مسجد بنانے کی حاجت نہیں اور نیز اور بہت سی ذلتیں اُٹھائیں معاملہ و برتاؤ مسلمان سے بند ہو گیا۔ عورتیں منکوحہ و مخطوبہ بوجہ مرزائیت کے چِھن گئیں۔ مُردے ان کے بے تجہیز و تکفین اور بے جنازہ گڑھوں میں دبائے گئے“۔ 37

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ احمدیوں نے مسجدیں نہیں چھوڑیں بلکہ ان کو مسجدوں سے نکالا گیا، احمدیوں نے نکاح سے نہیں روکا بلکہ ان کے نکاح توڑے گئے، احمدیوں نے جنازہ سے نہیں روکا بلکہ ان کو جنازہ سے باز رکھا گیا لیکن باوجود اس کے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے آخری کوشش یہی کی کہ باقی مسلمانوں سے صلح ہو جائے لیکن جب باوجود ان تمام کوششوں کے ناکامی ہوئی تو جیسا کہ مولوی عبد الاحد صاحب کی مندرجہ بالا عبارت میں اقرار کیا گیا ہے تب بامر مجبوری فتنے سے بچنے کے لئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق جوابی کارروائی کرنی پڑی۔

پھر اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ دیگر فرقوں نے بھی ایک دوسرے فرقہ والوں کے جنازہ کی حُرمت و امتناع کے فتوے دیئے ہیں۔

چنانچہ علمائے اہلسنت و الجماعت و علمائے دیوبند نے شیعہ فرقہ والوں کے جنازہ کو نہ صرف حرام اور ناجائز قرار دیا ہے بلکہ ان کو اپنے جنازہ میں شریک ہونے کی بھی ممانعت کی ہے۔ چنانچہ مولانا عبد الشکور صاحب مدیر "النجم" کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔ آپ لکھتے ہیں:

> "ان کا جنازہ پڑھنا یا ان کو اپنے جنازہ میں شریک کرنا جائز نہیں ہے۔ ان کی مذہبی تعلیم ان کی کتابوں میں یہ ہے کہ سُنّیوں کے جنازہ میں شریک ہو کر یہ دُعا کرنی چاہئے کہ یا اللہ! اس قبر کو آگ سے بھر دے، اس پر عذاب نازل کر"۔ 38

(ب) نیز مولانا ریاض الدین صاحب مفتی دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں:

> "شادی، غمی، جنازہ کی شرکت ہر گز نہ کی جائے۔ ایسے عقیدہ کے شیعہ کافر ہی نہیں بلکہ اکفر ہیں"۔ 39

(ج) اس کے بالمقابل شیعہ صاحبان کے امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے شیعہ صاحبان کو یہ ہدایت فرمائی کہ اگر کسی غیر شیعہ کی نماز جنازہ میں شامل ہونا پڑ جائے تو متوفی کے لئے مندرجہ ذیل دُعا کرے:

> "قَالَ اِنْ كَانَ جَاحِدًا لِّلْحَقِّ فَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِمْلَاْ جَوْفَهٗ نَارًا وَ قَبْرَهٗ نَارًا وَسَلِّطْ عَلَيْهِ الْحَيَّاتَ وَالْعَقَارِبَ وَذٰلِكَ قَالَهٗ اَبُوْجَعْفرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِاِمْرَأَةٍ سوءٍ مِنْ بَنِىْ اُمَيَّةَ صَلّٰى عَلَيْهَا"۔ 40

اے اللہ! اس کا پیٹ آگ سے بھر دے اور اس پر سانپ اور بچھو مسلّط کر یہی وہ دُعا ہے جو حضرت امام جعفر صادق نے بنو اُمیّہ کی ایک غیر شیعہ عورت کے بارے میں کی تھی۔

سوال نمبر 6: (الف) کیا احمدی اور غیر احمدی میں شادی جائز ہے؟

(ب) کیا احمدی عقیدہ میں ایسی شادی کے خلاف ممانعت کا کوئی حکم موجود ہے؟

جواب: کسی احمدی مرد کی غیر احمدی لڑکی سے شادی کو کوئی ممانعت نہیں البتہ احمدی لڑکی کے غیر احمدی مرد سے نکاح کو ضرور روکا جاتا ہے لیکن باوجود اس کے اگر

کسی احمدی لڑکی اور غیر احمدی مَرد کا نکاح ہو جائے تو اُسے کالعدم قرار نہیں دیا جاتا اور اولاد کو جائز سمجھا جاتا ہے۔

اس تعلق میں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ ہماری طرف سے ممانعت کی ابتدا نہیں ہوئی بلکہ اس میں بھی غیر احمدی علماء نے ہی سبقت کی اور اس میں شدّت اختیار کی۔

(الف) چنانچہ سب سے پہلے مولوی محمد عبداللہ صاحب اور مولوی عبدالعزیز صاحب مشہور مفتیانِ لدھیانہ نے یہ فتویٰ دیا:

> ’’خلاصہ مطلب ہماری تحریرات قدیمہ اور جدیدہ کا یہی ہے کہ یہ شخص مُرتد ہے اور اہلِ اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے.....اسی طرح جو لوگ اس پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں‘‘۔ **41**

(ب) جب عقیدت فرقہ قادیانی بسبب کفر و الحادو زندقہ و ارتداد ہوا تو بمجرّد اس عقیدت مندی ان کی بیویاں ان کے نکاحوں سے باہر ہو گئیں اور جب تک وہ توبہ نصوح نہ کریں تب تک ان کی اولادیں سب حرامی ہوں گی‘‘۔ **42**

علاوہ ازیں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ دراصل غیر احمدیوں سے ممانعت نکاح کی بناء احمدیت سے بُغض اور عداوت رکھنے والوں کے اثر سے لڑکیوں کو بچانا تھا کیونکہ تجربے نے یہ بتایا ہے کہ وہ احمدی لڑکیاں جو غیر احمدیوں میں بیاہی جاتی ہیں ان کو احمدیوں سے ملنے نہیں دیا جاتا، احمدی تحریکوں میں چندے دینے سے روکا جاتا ہے اور بعض گھرانے تو اتنے جاہل ہوتے ہیں کہ لڑکی پر اس وجہ سے سختی کرتے ہیں کہ وہ نماز کیوں پڑھتی ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ وہ اس طرح ہم پر جادو کرتی ہے۔ حقیقتاً نکاح کا مسئلہ ایک سوشل قسم کا مسئلہ ہے ایسے مسائل میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ لڑکی کو کہاں آرام رہے گا اور کہاں اسے مذہبی امور میں ضمیر کی آزادی ہو گی اور اس پر ناجائز دباؤ تو نہیں ڈالا جائے گا جس سے اس کے عقائد دینیہ خطرے میں پڑ جائیں لیکن باوجود مخالفت کے اگر کوئی احمدی اپنی لڑکی کا نکاح غیر احمدی مَرد سے کر دے تو اس کے نکاح کو کالعدم قرار نہیں دیا جاتا۔

پھر یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ رشتہ ناطہ کے مسئلہ میں بھی ہماری جماعت اپنے طرزِ عمل میں منفرد نہیں بلکہ مسلمانوں کے دوسرے فرقے اور جماعتیں بھی اس طرزِ عمل کو اختیار کئے ہوئے ہیں بلکہ بعض تو آپس میں ایسی شدّت اختیار کر چکے ہیں وہ دوسرے کے آدمی سے ازدواجی تعلق کو ''حرام'' اور اولاد کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ اہلسنت و الجماعت نے شیعہ اثنا عشریہ سے مناکحت کو حرام قرار دیا ہے۔

(الف) علماء دیوبند اور علماء اہلحدیث کا فتویٰ ملاحظہ ہو:

> ''سُنّی لڑکی شیعہ کے گھر پہنچتے ہی طرح طرح کے ظلم و ستم کا نشانہ بن کر مجبور ہو جاتی ہے کہ شیعہ ہو جائے۔ یہ خرابی علاوہ اس ارتکاب حرام کے ہے جو ناجائز نکاح کے سبب ہوتا ہے ..... لہٰذا شیعوں کے ساتھ مناکحت قطعاً ناجائز، ان کا ذبیحہ حرام، ان کا چندہ مسجد میں لینا ناروا ہے، ان کا جنازہ پڑھنا یا ان کو جنازہ میں شریک کرنا جائز نہیں''۔ **43**

(ب) نیز بریلوی فرقہ جس کے ساتھ مولانا ابوالحسنات صاحب صدر مجلس عمل کا تعلق ہے کے نزدیک بھی شیعہ سے مناکحت ''زنا'' سے مترادف ہے۔ چنانچہ ردّ الرّفضہ میں لکھا ہے:

> ''بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں ان کے ہاتھ ذبیحہ مردار ہے ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے..... اگر مَرد سُنّی اور عورت ان خبیثوں کی ہو جب بھی ہرگز نکاح نہ ہو گا۔ محض ''زنا'' ہو گا اولاد ''ولد الزنا'' ہو گی''۔ **44**

ہم نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ اس فتویٰ میں جو کہ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بانی فرقہ بریلویہ کا ہے، شیعہ حضرات کو نہ صرف کافر قرار دیا گیا ہے بلکہ

یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی بدتر قرار دیا گیا ہے کیونکہ قرآن مجید کی رو سے کتابیہ عورت کے ساتھ مسلم مَرد کا نکاح جائز ہے لیکن حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کے نزدیک شیعہ عورت کے ساتھ سُنّی مَرد کا نکاح قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔

(ج) اسی طرح اہلِ شیعہ کے نزدیک اہلسنت و الجماعت سے مناکحت ناجائز ہے۔ چنانچہ حضرات شیعہ کی حدیث کی نہایت مستند کتاب الفروع الکافی میں لکھا ہے:

"عَنِ الْفَضْلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قُلْتُ لِاَ بِیْ عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ لِاِمْرَأَتِی أُخْتاً عَارِفَۃً عَلٰی رَأْیِنَا وَ لَیْسَ عَلٰی رَأْیِنَا بِالْبَصْرَۃِ اِلَّا قَلِیْلٌ فَاُزَ وِّجُھَا مِمَّنْ لَا یَرٰی رَأْیَنَا قَالَ لَا"۔ 45

یعنی فضل بن یسار سے روایت ہے کہ مَیں نے حضرت امام ابو عبد اللہ سے عرض کیا کہ میری اہلیہ کی ایک بہن ہے جو ہماری ہم خیال ہے لیکن بصرہ میں جہاں ہم رہتے ہیں شیعہ لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ کیا مَیں اس کا کسی غیر شیعہ سے بیاہ کر دوں؟ حضرت امام نے فرمایا: نہیں۔

(د) اسی طرح "امیر جماعت اسلامی" کے نزدیک ایسے لوگوں کے لئے ان کی جماعت میں کوئی جگہ نہیں جو اپنی لڑکی یا لڑکے کی شادی کرتے وقت دین کا خیال نہ رکھیں۔ 46

سوال نمبر 7: احمدیہ فرقہ کے نزدیک امیر المومنین کی SIGNIFICANCE کیا ہے؟

جواب: ہمارے امام کے عہدے کا اصل نام "امام جماعت احمدیہ" اور "خلیفۃ المسیح" ہے لیکن بعض لوگ انہیں "امیر المومنین" بھی لکھتے ہیں اور ایسا ہی ہے جیسا کہ مولانا ابو الاعلیٰ صاحب مودودی "امیر جماعت اسلامی" کہلاتے ہیں یا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری "امیر شریعت" کہلاتے ہیں۔ غالباً مودودی صاحب اور ان کی جماعت نے یہ مراد نہیں لی ہوگی کہ باقی لوگ اسلامی جماعت سے باہر ہیں یا کافر ہیں۔ نہ سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کے ماننے والوں نے یہ مراد لی ہوگی کہ سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری شریعت پر حاکم ہیں اور وہ جو کچھ کہتے ہیں وہی شریعت ہوتی ہے۔

جب کوئی احمدی حضرت امام جماعت احمدیہ کے لئے "امیر المومنین" کا لفظ

استعمال کرتا ہے تو اس کی مراد یہی ہوتی ہے کہ آپ ان لوگوں کے جو بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو مانتے ہیں "امیر" ہیں۔ لوگ اپنی عقیدت میں اپنے لیڈروں کے کئی نام رکھ لیتے ہیں۔ بعض تو کُلّی طور پر غلط ہوتے ہیں، بعض جزوی طور پر صحیح ہوتے ہیں بعض کلّی طور پر صحیح ہوتے ہیں اور کوئی معقول آدمی ان باتوں کے پیچھے نہیں پڑتا جب تک کہ ایسی بات کو ایمان کا جزو قرار دے کر اس کے لئے دلائل اور براہین نہ پیش کئے جائیں۔ سابق مسلمانوں نے بھی بعض آئمہ کو "امیر المومنین" کے الفاظ سے یاد کیا ہے چنانچہ مولانا محمد زکریا شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور اپنی کتاب (موسومہ مقدمہ اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک) کے صفحہ 14 مطبوعہ یحیویہ سہارنپور 1348ھ میں امام قطان اور یحییٰ بن معین سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مَالِکٌ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْحَدِیْثِ"

یعنی امام مالک فنّ حدیث میں امیر المومنین ہیں۔

اسی طرح حضرت سفیان ثوری کے متعلق حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی، امام شعبہ اور امام ابن علقمہ اور امام ابن معین اور بہت سے علماء کی سند پر اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں:

"سُفْیَانُ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْحَدِیْثِ"

یعنی حضرت سفیان ثوری فنِّ حدیث میں امیر المومنین ہیں۔ 47

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سابق امیر مولانا محمد علی صاحب مرحوم کو بھی ان کے بعض اتباع "امیر المومنین" لکھتے ہیں۔ پروفیسر الیاس برنی صاحب نے اپنی کتاب "قادیانی مذہب" مطبوعہ اشرف پرنٹنگ پریس لاہور بار ششم صفحہ 3 تمہید اوّل میں موجودہ نظام صاحب دکن کو "امیر المومنین" لکھا ہے۔

مزید برآں بعض لوگ اس قسم کے نام رکھ لیتے ہیں جیسے "ابو الاعلیٰ" حالانکہ "الاعلیٰ" اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔"

1: الحج : 79

2: بخاری کتاب الصّلٰوۃ باب فَضْل اسْتِقْبَال الْقِبْلَۃِ
3: تذکرہ صفحہ 601۔ ایڈیشن چہارم
4: تذکرہ صفحہ 47۔ ایڈیشن چہارم
5: پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 439 مطبوعہ 2008
6: الفضل 19 مئی 1947ء۔ الفضل 18 ستمبر 1947ء
7: مشکوۃ کتاب العلم۔ الفصل الثالث جلد 73 مطبوعہ لاہور 1993ء
8: روداد جماعت اسلامی حصّہ سوم صفحہ 78 تا 80۔ مطبوعہ لاہور 1948ء
9: مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصّہ سوم صفحہ 107۔ ایڈیشن سوم
10: اقتراب السّاعۃ صفحہ 12 مطبوعہ 1301ھ
11: بانگِ درا صفحہ 226۔ مطبوعہ لاہور 1968ء
12: مسدس حالی صفحہ 26 مطبوعہ تاج کمپنی
13: تقریر سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔ آزاد 9 دسمبر 1949ء
14: الصافی شرح الاصول الکافی باب فرض الطّاعۃ الائمۃ
15: حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 185
16: ترمذی ابواب الایمان باب مَا جَاءَ فِی مَنْ رَمٰی اَخَاہُ بِکُفْرٍ
17: مسلم کتاب الایمان باب بیان حَال اِیْمَان (الخ)
18: صحیح ابن حبان کتاب الایمان باب مَا جاء فی صفات المومنین
19: حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 123، 124 مطبوعہ 2008ء
20: فتوٰی عبد الحق غزنوی۔ اشاعۃ السنۃ جلد 13 نمبر 7 صفحہ 204 مطبوعہ 1890ء
21: فتاوٰی عالمگیریہ جلد 2 صفحہ 283 مطبع مجید کانپور
22: خطبات مودودی صفحہ 21 مطبوعہ لاہور 1965ء
23: فتوٰی شائع کردہ مولوی عبد الشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ
24: مکتوبات امام ربانی جلد 1 صفحہ 71 مکتوب پنجاہ و چہارم

25: غنیۃ الطالبین مع زبدۃ السالکین صفحہ 157 و تحفہ دستگیریہ اُردو ترجمہ غنیۃ الطالبین مطبوعہ لاہور صفحہ 120، 141

26: حسام الحرمین علٰی منحر الکُفْرِ وَالمین مع سلیس ترجمہ اُردو مسمّٰی بنام تاریخ بین احکام و تصدیقات اعلام 1325ھ مطبع اہل سنت و الجماعۃ بریلی 1326ھ بار اوّل صفحہ 24 مصنفہ مولوی احمد رضا خان بریلوی

27: تین سو علمائے اہل سنت و الجماعت کا متفقہ فتوٰی مطبوعہ حسن برقی پریس اشتیاق منزل نمبر 63 ہیوروڈ لکھنو

28: فتوٰی علماء کرام مشتہرہ در اشتہار شیخ مہر محمد قادری باغ مولوی انوار لکھنؤ۔ 3 شوال 1354ھ

29: وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰى (القصص:8)

30: وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ۔ (آل عمران:43)

31: دیوان حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ

32: مفرداتِ امام راغب صفحہ 205 مطبوعہ کراچی 1961ء

33: الشوریٰ: 52

34: اَلْهُدٰى وَ التَّبْصِرَةُ لِمَنْ يَّرٰى۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 275، 276۔ مطبوعہ 2008ء

35: INFRUCTUOUS: لاحاصل

36: اشاعۃ السُّنَّۃ نمبر 6 جلد 13 صفحہ 183

37: اظہارِ مخادعہ مسیلمہ قادیانی بجواب اشتہار مصالحت پولوس ثانی صفحہ 2 مولفہ مولوی عبدالاحد خانپوری مطبوعہ مطبع چودھویں صدی راولپنڈی 1901ء

38: رسالہ موسومہ بہ علمائے کرام کا فتوٰی درباب ارتداد شیعہ اثنا عشریہ صفحہ 4

39: فتوٰی علمائے کرام صفحہ 4

40: فروع الکافی کتاب الجنائز جلد 1 صفحہ 100 باب الصّلٰوۃ علی الناصب مصنفہ حضرت محمد یعقوب کلینی مطبوعہ نولکشور 1302ھ

41: اشاعۃ السنۃ جلد 13 نمبر 12 صفحہ 381

42: مہرِ صداقت المعروف باحکام شریعت صفحہ 10 مطبوعہ 1335ھ

43: علمائے کرام کا فتوٰی درباب ارتداد شیعہ اثنا عشریہ شائع کردہ مولانا محمد عبدالشکور مدیر النجم صفحہ 1، 3

44: ردالرفضۃ۔ مصنفہ احمد رضا خان بریلوی صفحہ 30، 31 مطبوعہ 1320ھ

45: الفروع الکافی مِنْ جامع الکافی جلد 2 کتاب النکاح صفحہ 142 مطبوعہ نولکشور 1886ء

46: روداد جماعتِ اسلامی حصہ سوم صفحہ 103 مطبوعہ لاہور 1948ء

47: تہذیب التہذیب جلد 4 صفحہ 100۔ مطبوعہ لاہور 1403ھ